مولائے متقیان حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا فرمان

مصر کے گورنر مالک بن اشتر کے نام

مترجم: مفتی جعفر حسین

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ مغربی ممالک اور ان کی ظاہری ترک بھڑک اور لمحاتی رعنائیوں کے دلدادہ افراد کی جماعت یہ دعوی کرتی ہے کہ صلاحیت کی بنیاد پر عہدوں کی فراہمی، انسانی حقوق کی حفاظت و پاسداری، مفلس و نادار افراد کی کفالت و سرپرستی، عوامی حقوق کی نگہداری، اظہار خیال کی آزادی، علم و عالم کی لازمی حمایت و سرپرستی اور اقلیتوں کے حقوق کی فراہمی وغیرہ مغربی دانشوروں کی ایجاد ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ مصر کے نامزد گورنر مالک اشتر کے نام حضرت علی علیہ السلام کے مندرجہ ذیل فرمان کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت بخوبی واضح ہوجائے گی کہ تقریباً چودہ سو برس قبل انہوں نے جو ہدایات جاری فرمائی تھیں اگر موجودہ زمانہ میں بھی ان کی پیروی کی جائے تو اس دنیا کو صلح و سلامتی اور انسان دوستی کے گہوارہ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جس کے لئے انسان شناسی، خودشناسی اور خداشناسی جیسی منزلوں سے گزرنا لازمی ہے۔ ان مراحل سے گزرنے کے بعد انسان کو اطمینان و اعتماد کی دولت حاصل ہوجاتی ہے اور دولت اطمینان کے سامنے دنیوی مال و دولت کے انبار کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہ جاتی۔ ادارہ

یہ وہ فرمان ہے جو بندۂ خدا، امیر المومنین حضرت علیؑ نے مالک بن حارث اشتر نخعی کے نام لکھا ہے جب انہیں خراج جمع کرنے، دشمن سے جہاد کرنے، حالات کی اصلاح کرنے اور شہروں کی تعمیر و ترقی اور آبادکاری کے لئے مصر کا حاکم (گورنر) بنا کر روانہ کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو، اس کی اطاعت کو اختیار کرو اور جن فرائض و سنن کا اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کرو کیونکہ کوئی شخص ان کے اتباع کے بغیر نیک بخت نہیں ہوسکتا ہے اور کوئی شخص ان کے انکار اور بربادی کے بغیر بدبخت نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اپنے دل، ہاتھ اور زبان سے دین خدا کی مدد کرتے رہنا کیونکہ خدائے "عز اسمہ" نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ اپنے مددگاروں کی مدد کرے گا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والوں کو عزت و شرف عنایت کرے گا۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کو کچل دو اور اسے منہ زوریوں سے روکے رہو کیونکہ نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے۔ تاوقتیکہ پروردگار کا رحم شامل نہ ہو جائے۔ اس کے بعد اے مالک! یہ یاد رکھنا کہ میں نے تم کو ایسے علاقہ کی طرف بھیجا ہے جہاں عدل وظلم پر مبنی مختلف حکومتیں گذر چکی ہیں۔لوگ تمہارے معاملات کو اسی نظر سے دیکھ رہے ہیں جس نظر سے تم ان کے اعمال کو دیکھ رہے تھے۔ پس ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہارے بارے میں وہی کہیں جو تم دوسروں کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ نیک کردار بندوں کی شناخت اس ذکر خیر سے ہوتی ہے جو ان کے لئے لوگوں کی زبان پر جاری ہوتا ہے لہذا تمہارا محبوب ترین ذخیرہ عمل صالح کو ہونا چاہئے۔ خواہشات کو روک کر رکھو اور جو چیز حلال نہ ہو اس کے بارے میں نفس کو صرف کرنے سے بخل کرو کیونکہ یہی بخل اس کے حق میں انصاف ہے چاہے اسے اچھا لگے یا برا۔ رعایا کے ساتھ مہربانی اور محبت و رحمت کو اپنے دل کا شعار بنا لو اور خبردار ان کے حق میں پھاڑ کھانے والے درندہ کے مثل نہ ہو جانا کہ انہیں کھا جانے ہی کو غنیمت سمجھنے لگو۔ دیکھو! مخلوقات خدا کی دو قسمیں ہیں۔ بعض تمہارے دینی بھائی ہیں اور بعض خلقت میں تمہارے جیسے بشر ہیں جن سے لغزشیں بھی ہو جاتی ہیں اور انہیں خطاؤں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور جان بوجھ کر یا دھوکے سے ان سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ لہذا انہیں ویسے ہی معاف کر دینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ پروردگار تمہاری غلطیوں سے درگذر کرے کیوں کہ تم ان سے بالاتر ہو اور تمہارا ولی امر تم سے بالاتر ہے اور پروردگار تمہارے ولی سے بھی بالاتر ہے اور اس نے تم سے ان کے معاملات کی انجام دہی کا مطالبہ کیا ہے اور اسے تمہارے لئے ذریعہ آزمائش بنا دیا ہے۔ خبردار! اپنے نفس کو اللہ کے مقابلہ پر نہ اتار دینا کیونکہ تمہارے پاس اس کے عذاب سے بچنے کی طاقت نہیں ہے اور تم اس کے عفو اور رحم سے بے نیاز بھی نہیں ہو۔ خبردار! کسی کو معاف کر دینے پر نادم نہ ہونا اور کسی کو سزا دے کر اکڑ نہ جانا۔ غیظ وغضب کے اظہار میں جلدی نہ کرنا اگر اس کے ٹال دینے کی گنجائش پائی جاتی ہو۔ اور خبردار یہ نہ کہنا کہ مجھے حاکم بنایا گیا ہے لہذا میری شان یہ ہے کہ میں حکم دوں اور میری اطاعت کی جائے کیونکہ اس خیال کی وجہ سے دل میں فساد داخل ہو جائے گا، دین کمزور پڑ جائے گا اور انسان تغیرات زمانہ سے قریب تر ہو جائے گا۔ اگر کبھی سلطنت و حکومت کو دیکھ کر تمہارے دل میں عظمت و کبریائی اور غرور پیدا ہونے لگے تو پروردگار کے عظیم ترین ملک پر غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ تمہارے اوپر تم سے زیادہ قدرت رکھتا ہے پس اس طرح تمہاری سرکشی دب جائے گی۔ تمہاری طغیانی

رک جائے گی اور تمہاری گئی ہوئی عقل واپس آ جائے گی۔

دیکھو خبردار! اللہ سے اس کی عظمت میں مقابلہ اور اس کے جبروت سے تشابہ کی کوشش نہ کرنا کیونکہ وہ ہر جبار کو ذلیل کر دیتا ہے اور ہر مغرور کو پست بنا دیتا ہے۔ اپنی ذات، اپنے اہل و عیال اور رعایا میں جن سے تمہیں تعلق خاطر ہے سب کے سلسلہ میں اپنے نفس اور اپنے پروردگار سے انصاف کرنا اگر ایسا نہ کرو گے تو ظالم بن جاؤ گے اور جو اللہ کے بندوں پر ظلم کرے گا اس کے دشمن بندے نہیں خود پروردگار ہوگا اور جس کا دشمن پروردگار ہو جائے اس کی ہر دلیل باطل ہو جائے گی اور پروردگار کا مد مقابل شمار کیا جائے گا۔ جب تک اپنے ظلم سے باز نہ آ جائے یا توبہ نہ کر لے۔ اللہ کی نعمتوں کی بربادی اور اس کے عذاب میں عجلت کا کوئی سبب ظلم پر قائم رہنے سے بڑا نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ مظلومین کی فریاد کا سننے والا ہے اور ظالموں کے لئے موقع کا انتظار کر رہا ہے۔

تمہارے لئے پسندیدہ کام وہ ہونا چاہئے جو حق کے اعتبار سے بہترین، انصاف کے اعتبار سے سب کو شامل اور رعایا کی مرضی سے اکثریت کے لئے پسندیدہ ہو کیونکہ عام افراد کی ناراضگی خواص کی رضامندی کو بھی بے اثر بنا دیتی ہے اور خاص لوگوں کی ناراضگی عام افراد کی رضامندی کے سبب قابل معافی ہو جاتی ہے۔ رعایا میں خواص سے زیادہ حاکم پر خوشحالی میں بوجھ بننے والا اور بلاؤں میں کم سے کم مدد کرنے والا، انصاف کو ناپسند کرنے والا اور اصرار کے ساتھ مطالبہ کرنے والا، عطاؤں پر کم سے کم شکریہ ادا کرنے والا اور نہ دینے کے موقع پر بمشکل عذر قبول کرنے والا اور زمانے کے مصائب میں کم سے کم صبر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی اجتماعی طاقت ہی دین کا ستون ہے۔ دشمنوں کے مقابلے میں سامان حرب عوام الناس ہی ہوتے ہیں لہذا تمہارا جھکاؤ انہیں کی طرف ہونا چاہئے اور تمہارا رجحان انہیں کی طرف ضروری ہے۔ رعایا میں سب سے زیادہ دور اور تمہارے نزدیک مبغوض اس شخص کو ہونا چاہئے جو سب سے زیادہ لوگوں کے عیوب کا تلاش کرنے والا ہو۔

اس لئے کہ لوگوں میں بہر حال کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور ان کی پردہ پوشی کی سب سے زیادہ ذمہ داری حاکم پر ہے لہذا خبردار جو عیب تمہارے سامنے نہیں ہے اس کا انکشاف نہ کرنا۔ تمہاری ذمہ داری صرف عیوب کی اصلاح کر دینا ہے اور غائبات کا فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرتے رہو بالکل اسی طرح جیسے اپنے عیوب کی پردہ پوشی کی

پروردگار سے تمنا کرتے ہو۔ لوگوں کی طرف سے کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کو کاٹ دو اور جو بات تمہارے لئے واضح نہ ہو اس سے انجان بن جاؤ اور ہر چغل خور کی تصدیق میں عجلت سے کام نہ لو کیونکہ چغل خور ہمیشہ خیانت کار ہوتا ہے چاہے وہ مخلصین ہی کے بھیس میں کیوں نہ آئے۔

مشاورت

دیکھو اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا کہ وہ تم کو فضل و کرم کے راستہ سے ہٹا دے گا اور فقر و فاقہ کا خوف دلاتا رہے گا اور اسی طرح بزدل سے مشورہ نہ کرنا کیونکہ وہ ہر معاملہ میں کمزور بنا دے گا۔ اور حریص سے بھی مشورہ نہ کرنا کیونکہ وہ ظالمانہ طریقہ سے مال جمع کرنے کو بھی تمہاری نگاہوں میں آراستہ کر دے گا۔ یہ بخل، بزدلی اور طمع اگرچہ الگ الگ جذبات و خصائل ہیں لیکن ان سب کا قدر مشترک پروردگار سے سوء ظن ہے جس کے بعد ان خصلتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

وزارات و معاونت

دیکھو! تمہارے وزراء میں سب سے زیادہ بدتر وہ ہے جو تم سے پہلے اشرار کا وزیر رہ چکا ہے اور ان کے گناہوں میں شریک رہ چکا ہے۔ لہٰذا خبردار! ایسے افراد کو اپنے خواص میں شامل نہ کرنا کیونکہ یہ ظالموں کے مددگار اور خیانت کاروں کے بھائی بند ہیں اور تمہیں ان کے بدلے بہترین افراد مل سکتے ہیں جن کے پاس ان لوگوں جیسی عقل اور کارکردگی ہو لیکن ان کے جیسے گناہوں کے بوجھ اور خطاؤں کے انبار نہ ہوں۔ نہ انہوں نے کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گناہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بوجھ تمہارے لئے ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہترین مددگار ہوں گے۔ یہ لوگ تمہاری طرف محبت کا جھکاؤ اور اغیار سے انس و الفت بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ انہیں لوگوں کو اپنے مخصوص اجتماعات میں اپنا مصاحب قرار دینا اور پھر ان میں بھی سب سے زیادہ حیثیت اسے دینا جو حق کے حرف تلخ کو کہنے کی زیادہ ہمت رکھتا ہو اور تمہارے کسی عمل میں تمہارا ساتھ نہ دے جسے پروردگار اپنے اولیاء کے لئے ناپسند کرتا ہو چاہے وہ تمہاری خواہشات سے کتنی زیادہ میل کیوں نہ کھاتی ہوں۔

مصاحبت

اپنا قریبی رابطہ اہل تقویٰ اور اہل صداقت سے رکھنا اور انہیں بھی اس امر کی تربیت دینا کہ بلا سبب

تمہاری تعریف نہ کریں اور کسی ایسے بے بنیاد عمل کا غرور نہ پیدا کرائیں جو تم نے انجام نہ دیا ہو کیونکہ زیادہ تعریف سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور انسان کو سرکشی سے قریب تر بنا دیتا ہے۔

دیکھو خبردار! نیک کردار اور بدکردار تمہارے نزدیک یکساں نہ ہونے پائیں کیونکہ اس طرح نیک کرداروں میں نیکی سے بددلی پیدا ہوگی اور بدکرداروں میں بدکرداری کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا جس کے قابل اس نے اپنے کو بنایا ہے اور یاد رکھنا کہ حاکم کو رعایا سے حسن ظن کی اس قدر توقع کرنی چاہیے جس قدر ان کے ساتھ احسان کیا ہے اور ان کے بوجھ کو ہلکا بنایا ہے اور ان کو کسی ایسے کام پر مجبور نہیں کیا ہے جو ان کے امکان میں نہ ہو۔ لہٰذا تمہارا برتاؤ اس سلسلہ میں ایسا ہی ہونا چاہئے جس سے تم رعایا سے زیادہ سے زیادہ حسن ظن پیدا کر سکو کیونکہ یہ حسن ظن بہت سی اندرونی زحمتوں کو قطع کر دیتا ہے اور تمہارے حسن ظن کا بھی سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے ساتھ تم نے بہترین سلوک کیا ہے۔

سب سے زیادہ بدظنی کا حقدار وہ ہے جس کا برتاؤ تمہارے ساتھ خراب رہا ہو۔ دیکھو کسی ایسی نیک سنت کو مت توڑ دینا جس پر اس امت کے بزرگوں نے عمل کیا ہے کیونکہ اسی سنت کے ذریعہ سماج میں الفت قائم ہوتی ہے اور رعایا کے حالات کی اصلاح بھی ہوتی ہے۔ دیکھو کسی ایسی سنت کو رائج نہ کر دینا جو گذشتہ سنتوں کے حق میں نقصان دہ ہو کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو اس کا اجر اس کے لئے ہوگا جس نے سنت کو ایجاد کیا ہے اور گناہ تمہاری گردن پر ہوگا کہ تم نے اسے توڑ دیا ہے۔

ان مسائل کے بارے میں علماء کے ساتھ علمی مباحثہ اور حکماء کے ساتھ سنجیدہ بحث جاری رکھنا جن سے علاقہ کے امور کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ امور قائم ہیں جن سے گذشتہ افراد کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے۔

عوام کے مختلف طبقات

یاد رکھو کہ رعایا کے بہت سے طبقات ہوتے ہیں جن میں کسی ایک کی اصلاح دوسرے کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے اور کوئی ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہو سکتا ہے۔ انہیں میں اللہ کے لشکر کے سپاہی ہیں اور انہیں میں عام اور خاص امور کے کاتب بھی۔ انہیں میں عدالت سے فیصلہ کرنے والے ہیں اور انہیں میں انصاف اور نرمی قائم کرنے والے افسران و عمال بھی۔ انہیں میں مسلمان اہل خراج اور کافر اہل

ذمہ ہیں اور انہیں میں تجارت اور صنعت وحرفت والے افراد ہیں اور پھر انہیں میں فقراء ومساکین کا پست ترین طبقہ بھی شامل ہے اور سب کے لئے پروردگار نے ایک حصہ معین کردیا ہے اور اپنی کتاب میں فرائض یا اپنے پیغمبرؐ کی سنت میں اس کی حدیں قائم کردی ہیں اور یہ وہ عہد ہے جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔

فوجی دستے حکم خدا سے رعایا کے محافظ اور والیوں یعنی حاکموں کی زینت ہیں۔ انہیں سے دین کی عزت ہے اور وہی امن وامان کے وسائل ہیں۔ رعایا کے امور کا قیام ان کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے اور یہ دستے بھی قائم نہیں رہ سکتے ہیں جب تک وہ خراج نہ نکال دیا جائے جس کے ذریعہ دشمن سے جہاد کی طاقت فراہم ہوتی ہے اور جس پر حالات کی اصلاح میں اعتماد کیا جاتا ہے اور وہی ان کے حالات کے درست کرنے کا ذریعہ ہے۔

اس کے بعد ان دونوں صنفوں کا قیام ججوں، عاملوں کے طبقہ کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ یہ سب عہد و پیمان کو مستحکم بناتے ہیں۔ منافع کو جمع کرتے ہیں اور معمولی اور غیر معمولی معاملات میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد ان سب کا قیام تجاراور صنعت کاروں کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ وہ وسائل حیات کو فراہم کرتے ہیں، بازاروں کو قائم رکھتے ہیں اور لوگوں کی ضرورت کا سامان ان کی زحمت کے بغیر فراہم کردیتے ہیں۔

اس کے بعد فقراء ومساکین کا پست طبقہ ہے جو اعانت و امداد کا حقدار ہے اور اللہ کے یہاں ہر ایک کے لئے سامانِ حیات مقرر ہے اور ہر ایک کا والی پر اتنی مقدار میں حق ہے جس سے اس کے امر کی اصلاح ہو سکے اور والی اس فریضہ سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا جب تک ان مسائل کے حل کا اہتمام نہ کرے اور اللہ سے مدد طلب نہ کرے اور اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور اس راہ کے خفیف وثقیل پر صبر کرنے کے لئے آمادہ نہ کرے لہذا لشکر کا سردار اسے قرار دینا جو اللہ، رسول اور امام کا سب سے زیادہ مخلص، سب سے زیادہ پاکدامن اور سب سے زیادہ برداشت کرنے والا ہو۔ غصہ کے موقع پر جلد بازی نہ کرتا ہو، عذر کو قبول کرلیتا ہو، کمزوروں پر مہربانی کرتا ہو، طاقتور افراد کے سامنے اکڑ جاتا ہو، بدخوئی اسے جوش میں نہ لے آتی ہو اور کمزوری اسے بٹھا نہ دیتی ہو۔

تعلقاتِ عامہ

پھر اس کے بعد اپنا رابطہ بلند خاندان، نیک گھرانے، عمدہ روایات والے اور صاحبانِ ہمت و شجاعت و سخاوت کرم سے مضبوط رکھو کیونکہ یہ لوگ کرم کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہیں۔ ان کی حالت کی اس طرح دیکھ بھال رکھنا جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے حالات پر نظر رکھتے ہیں۔ دیکھو ان کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو انہیں اخلاص کی دعوت دے اور ان میں حسن ظن پیدا کرے اور خبردار بڑے بڑے کاموں پر اعتبار کر کے چھوٹی چھوٹی ضروریات کی نگرانی کو نظر انداز نہ کر دینا کیونکہ معمولی مہربانی کا بھی ایک اثر ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور بڑے کام کا بھی ایک مقام ہے جس سے لوگ مستغنی نہیں ہو سکتے ہیں۔

دفاع

اور دیکھو تمام سردارانِ لشکر میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ افضل اسے ہونا چاہئے جو فوجیوں کی امداد میں ہاتھ بٹاتا ہو اور اپنے اضافی مال سے ان پر اس قدر کرم کرتا ہو کہ ان کے پسماندگان اور متعلقین کے لئے بھی کافی ہو جائے تا کہ سب کا ایک ہی مقصد رہ جائے اور وہ ہے دشمن سے جہاد۔ اس لئے کہ ان سے تمہاری مہربانی ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گی۔ اور والیوں کے حق میں بہترین خنکی چشم کا سامان یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل و انصاف قائم ہو جائے اور رعایا میں محبت و الفت ظاہر ہو جائے اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے۔ جب تک سینہ سلامت نہ ہو اور ان کی خیر خواہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ تا کہ وہ لوگ اپنے حاکموں کے گرد گھیرا ڈال کر ان کی حفاظت کریں اور پھر ان کے اقتدار کو سر کا بوجھ نہ سمجھیں اور ان کی حکومت کے خاتمہ کا انتظار نہ کریں لہذا ان کی امیدوں میں وسعت دینا اور ان کے کارناموں کی برابر تعریف کرتے رہنا بلکہ عظیم لوگوں کے کارناموں کو شمار کرتے رہنا کیونکہ ایسے تذکروں کی کثرت بہادروں کو جوش دلاتی ہے اور پیچھے ہٹ جانے والوں کو ابھار دیا کرتی ہے۔ انشاء اللہ اس کے بعد ہر شخص کے کارنامہ کو پہچانتے رہنا اور کسی کے کارنامہ کو دوسرے کے نامۂ اعمال میں نہ درج کر دینا اور ان کا مکمل بدلہ دینے میں کوتاہی نہ کرنا اور کسی شخص کی سماجی حیثیت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس کے معمولی کام کو بڑا قرار دے دو یا کسی چھوٹے آدمی کے بڑے کارنامہ کو معمولی بنا دو جو امور مشکل دکھائی دیں اور تمہارے لئے مشتبہ ہو

جائیں انہیں اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو کیونکہ پروردگار نے جس قوم کو ہدایت دینا چاہی ہے اس سے فرمایا ہے کہ "ایمان والو! اللہ، رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد کسی شے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو"۔ تو اللہ کی طرف پلٹانے کا مطلب اس کی کتاب محکم کی طرف پلٹانا ہے اور رسولؐ کی طرف پلٹانے کا مقصد اس سنت کی طرف پلٹانا ہے جو امت کو جمع کرنے والی ہو، تفرقہ ڈالنے والی نہ ہو۔

قضاوت و عدالت

اس کے بعد لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان افراد کا انتخاب کرنا جو رعایا میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ اس اعتبار سے کہ نہ معاملات میں تنگی کا شکار ہوتے ہوں اور نہ جھگڑا کرنے والوں پر غصہ کرتے ہوں۔ نہ غلطی پر اڑ جاتے ہوں اور نہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے میں تکلف کرتے ہوں۔ نہ ان کا نفس لالچ کی طرف جھکتا ہو اور نہ معاملات کی تحقیق میں ادنیٰ فہم پر اکتفا کر کے مکمل تحقیق نہ کرتے ہوں۔ وہ شبہات میں توقف کرنے والے اور دلیلوں کو سب سے زیادہ اختیار کرنے والے ہوں۔ فریقین کی بحثوں سے اُکتا نہ جاتے ہوں۔ اور نہ کسی کی تعریف سے مغرور ہوتے ہوں اور نہ کسی کے اُبھارنے پر اونچے ہو جاتے ہوں۔ ایسے افراد یقیناً کم ہیں لیکن ہیں۔

اس کے بعد تم خود بھی ان کے فیصلوں کی نگرانی کرتے رہنا اور ان کے عطایا یعنی تنخواہ اور دیگر مفادات میں اتنی وسعت پیدا کر دینا کہ ان کی ضرورت پوری ہو جائے اور وہ لوگوں کے محتاج نہ رہ جائیں انہیں اپنے پاس ایسا مرتبہ اور مقام عطا کرنا جس کی تمہارے خواص بھی طمع نہ کرتے ہوں کیونکہ اس طرح وہ لوگوں کو ضرر پہنچانے سے محفوظ ہو جائیں گے مگر اس معاملہ پر بھی گہری نگاہ رکھنا کیونکہ یہ دین بہت دنوں اشرار کے ہاتھوں میں قیدی رہ چکا ہے جہاں خواہشات کی بنیاد پر کام ہوتا تھا اور مقصد صرف دنیا طلبی تھا۔

عُمّال

اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پر بھی نگاہ رکھنا اور انہیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنا اور خبردار تعلقات یا جانبداری کی بنا پر عہدہ نہ دے دینا کیونکہ یہ باتیں ظلم اور خیانت کے اثرات میں شامل

ہیں۔ اور دیکھو ان میں جو بھی مخلص اور غیرتمند ہوں ان کو تلاش کرنا جو اچھے گھرانے کے افراد ہوں اور وہ اسلام میں پہلے خدمات کر چکے ہوں کیونکہ ایسے لوگ خوش اخلاق، بے داغ اور عزت والے ہوتے ہیں۔ ان کے اندر فضول خرچی کی لالچ کم ہوتی ہے اور یہ انجام کار پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے بھی تمام اخراجات کا انتظام کر دینا کیونکہ اس سے انہیں اپنے نفس کی اصلاح کا بھی موقع ملتا ہے اور وہ دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنے سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں اور پھر تمہارے امر کی مخالفت کریں یا امانت میں رخنہ پیدا کریں تو ان پر حجت بھی تمام ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد ان عمال کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر قسم کے اہل صدق و صفا کو ان پر جاسوسی کے لئے مقرر کر دینا کیونکہ یہ طرز عمل انہیں امانتداری کے استعمال پر اور رعایا کے ساتھ نرمی کے برتاؤ پر آمادہ کرے گا۔ اور اپنے مددگاروں سے بھی اپنے کو بچا کر رکھنا کیونکہ اگر ان میں کوئی ایک بھی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوس متفقہ طور پر یہ خبر دیں تو اس شہادت کو کافی سمجھ لینا اور اسے جسمانی اعتبار سے بھی سزا دینا اور جو مال حاصل کیا ہے اسے بھی چھین لینا اور سماج میں ذلت کے مقام پر رکھ کر خیانت کاری کے مجرم کی حیثیت سے روشناس کرانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

خراج

خراج اور مال گذاری کے بارے میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو مالگذاروں کے حق میں زیادہ مناسب ہو کیونکہ اہل خراج کی ترقی و خوشحالی ہی میں سارے معاشرہ کی اصلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح خراج کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی، لوگ سب کے سب اسی خراج کے بھروسے زندگی گذارتے ہیں۔ خراج میں تمہاری نظر مال جمع کرنے سے زیادہ زمین کی آبادکاری پر ہونی چاہئے کیونکہ مال کی جمع آوری زمین کی آبادکاری کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جس نے آبادکاری کے بغیر مالگذاری کا مطالبہ کیا اس نے شہروں کو برباد اور بندوں کو تباہ کر دیا اور اس کی حکومت چند دنوں سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر لوگ گرانباری، آفات ناگہانی، نہروں کی خشکی، بارش کی کمی، زمین کی غرقابی کی بنا پر تباہی اور خشکی کی بنا پر بربادی کی کوئی فریاد کریں تو ان کے خراج میں اس قدر تخفیف کر دینا کہ ان کے امور کی اصلاح ہو سکے اور خبردار یہ تخفیف تمہارے نفس پر گراں نہ

گذرے اس لئے کہ یہ تخفیف اور سہولت ایک ذخیرہ ہے جس کا اثر شہروں کی آبادی اور حکام کی زیب و زینت کی شکل میں تمہاری ہی طرف واپس آئے گا اور اس کے علاوہ تمہیں بہترین تعریف بھی حاصل ہوگی اور عدل و انصاف پھیل جانے سے مسرت بھی حاصل ہوگی، پھر ان کی راحت اور رفاہیت اور عدل و انصاف، نرمی و سہولت کی بنا پر جو اعتماد حاصل کیا ہے اس سے ایک اضافی طاقت بھی حاصل ہوگی جو بوقت ضرورت کام آسکتی ہے۔ اس لئے کہ بسا اوقات ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ جن میں اعتماد و حسن ظن کے بعد ان پر اعتماد کرو تو نہایت خوشی سے مصیبت کو برداشت کر لیتے ہیں اور اس کا سبب زمینوں کی آبادکاری ہی ہوتا ہے۔ زمینوں کی بربادی اہل زمین کی تنگدستی سے پیدا ہوتی ہے اور تنگدستی کا سبب حکام کے نفس کا ذخیرہ اندوزی کی طرف رجحان ہوتا ہے اور ان کی یہ بدظنی ہوتی ہے کہ حکومت باقی رہنے والی نہیں ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔

منشی و کاتب کا انتخاب

اس کے بعد اپنے منشیوں کے حالات پر نظر رکھنا اور اپنے امور کو بہترین افراد کے حوالے کرنا اور پھر وہ خطوط جن میں رموز سلطنت اور اسرار مملکت ہوں ان افراد کے حوالے کرنا جو بہترین اخلاق و کردار کے مالک ہوں اور عزت پاکر اکڑ نہ جاتے ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن وہ لوگوں کے سامنے تمہاری مخالفت کی جرأت پیدا کرلیں اور غفلت کی بنا پر لین دین کے معاملات میں تمہارے عمال کے خطوط کے پیش کرنے اور ان کے جوابات دینے میں کوتاہی سے کام لینے لگیں اور تمہارے لئے جو عہد و پیمان باندھیں اسے کمزور کردیں اور تمہارے خلاف اپنی ساز باز کے توڑنے میں عاجزی کا مظاہرہ کرنے لگیں۔ دیکھو یہ لوگ معاملات میں اپنے صحیح مقام سے ناواقف نہ ہوں کیونکہ اپنی قدر و منزلت کا نہ پہچاننے والا دوسرے کے مقام و مرتبہ سے یقیناً زیادہ ناواقف ہوگا۔

اس کے بعد ان کا تقرر بھی صرف ذاتی ہوشیاری، خوش اعتمادی اور حسن ظن کی بنا پر نہ کرنا کیونکہ اکثر لوگ حکام کے سامنے بناوٹی کردار اور بہترین خدمات کے ذریعہ اپنے کو بہترین بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جب کہ اس کے پس پشت نہ کوئی اخلاص ہوتا ہے اور نہ امانتداری۔ پہلے ان کا امتحان لینا کہ تم سے پہلے والے نیک کردار حکام کے ساتھ ان کا برتاؤ کیا رہا ہے پھر جو عوام میں اچھے اثرات رکھتے ہوں اور امانتداری کی بنیاد پر پہچانے جاتے ہوں انہیں کا تقرر کردینا کیونکہ یہ اس امر

کی دلیل ہوگی کہ تم اپنے پروردگار کے بندۂ مخلص اور اپنے امام کے وفادار ہو۔ اپنے جملہ شعبوں کے لئے ایک ایک افسر مقرر کر دینا جو بڑے سے بڑے کام سے مقہور نہ ہوتا ہو اور کاموں کی زیادتی پر پراگندہ حواس نہ ہو جاتا ہو۔ اور یہ یاد رکھنا کہ ان منشیوں میں جو بھی عیب ہوگا، اگر تم اس سے چشم پوشی کرو گے تو اس کا مواخذہ تمہیں سے کیا جائے گا۔

اس کے بعد تاجروں اور صنعت کاروں کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور دوسروں کو ان کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کرو چاہے وہ ایک مقام پر کام کرنے والے ہوں یا جا بجا گردش اور جسمانی محنت کے ذریعہ روزی کمانے والے ہوں۔ اس لئے کہ یہی افراد منافع کا مرکز اور ضروریات زندگی کے مہیا کرنے کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ یہی دور دراز مقامات، بر و بحر، کوہ و میدان ہر جگہ سے ان ضروریات کے فراہم کرنے والے ہوتے ہیں جہاں لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے اور جہاں تک جانے کی لوگ ہمت نہیں کرتے ہیں۔ یہ وہ امن پسند لوگ ہیں جن سے فساد کا خطرہ نہیں ہوتا ہے اور ایسے صلح و آشتی والے ہوتے ہیں جن سے کسی شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔

اپنے سامنے اور دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ان کے معاملات کی نگرانی کرتے رہنا اور یہ خیال رکھنا کہ ان میں بہت سے لوگوں میں انتہائی تنگ نظری اور بدترین قسم کی کنجوسی پائی جاتی ہے۔ یہ منافع کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اونچے اونچے دام خود ہی معین کر دیتے ہیں، جس سے عوام الناس کا نقصان اور حکام کی بدنامی ہوتی ہے۔ لوگوں کو ذخیرہ اندوزی سے منع کرو کہ رسول اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ خرید و فروخت میں سہولت ضروری ہے جہاں عادلانہ میزان کے بموجب وہی قیمت معین ہو جس سے خریدار یا بیچنے والے کسی فریق پر ظلم نہ ہو۔ اس کے بعد تمہارے منع کرنے کے باوجود اگر کوئی شخص ذخیرہ اندوزی کرے تو اسے سزا دو لیکن اس میں بھی حد سے تجاوز نہ ہونے پائے۔

اس کے بعد اللہ سے ڈرو اس پسماندہ طبقہ کے بارے میں جو ایسے مساکین، محتاج فقراء اور معذور افراد کا طبقہ ہے جن کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس طبقہ میں مانگنے والے بھی ہیں اور غیرت دار بھی جن کی صورت بذات خود ایک سوال ہے۔ ان کے جس حق کا اللہ نے تمہیں محافظ بنایا ہے اس کی حفاظت کرو اور ان کے لئے بیت المال اور ارض غنیمت کے غلات میں سے ایک حصہ مخصوص کر دو کیونکہ ان کے دور افتادہ کا بھی وہی حق ہے جو قریب والوں کا ہے اور تمہیں سب کا نگراں بنایا گیا ہے لہذا خبردار کہیں غرور و تکبر تمہیں ان کی طرف سے غافل نہ بنا دے کیونکہ تمہیں بڑے کاموں کے مستحکم

کردینے کی وجہ سے چھوٹے کاموں کی بربادی سے معاف نہ کیا جائے گا۔ لہذا نہ اپنی توجہ کو ان کی طرف سے ہٹانا اور نہ غرور کی بنا پر ان کی طرف سے اپنا منہ موڑنا۔ جن لوگوں کی رسائی تم تک نہیں ہے اور انہیں نگاہوں نے گرادیا ہے اور شخصیتوں نے حقیر بنا دیا ہے ان کے حالات کی دیکھ بھال بھی تمہارا ہی فریضہ ہے لہٰذا ان کے لئے متواضع اور خوف خدا رکھنے والے معتبر افراد کو مخصوص و مقرر کردو جو تم تک ان کے معاملات کو پہنچاتے رہیں اور تم ایسے اعمال انجام دیتے رہو جن کی بنا پر روز قیامت پیش پروردگار معذور کہے جاسکو کیونکہ یہی لوگ سب سے زیادہ انصاف کے محتاج ہیں اور پھر ہر ایک کے حقوق کو ادا کرنے میں پیش پروردگار اپنے کو معذور ثابت کرو۔

یتیموں اور ضعیف العمر یعنی بوڑھوں کے حالات کی بھی نگرانی کرتے رہنا کیونکہ ان کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یہ سوال کرنے کے لئے کھڑے بھی نہیں ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا خیال رکھنا حکام کے لئے بڑا سنگین مسئلہ ہوتا ہے لیکن کیا کیا جائے حق تو سب کا سب ثقیل ہی ہے۔ البتہ کبھی کبھی پروردگار اسے ہلکا قرار دے دیتا ہے ان اقوام کے لئے جو عاقبت کی طلبگار ہوتی ہیں اور اس راہ میں اپنے نفس کو صبر کا خوگر بناتی ہیں اور خدا کے وعدہ پر اعتماد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

اور دیکھو صاحبان ضرورت کے لئے ایک وقت معین کردو جس میں اپنے کو ان کے لئے خالی کرلو اور ایک عمومی مجلس میں بیٹھو۔ اس خدا کے سامنے متواضع رہو جس نے پیدا کیا ہے اور اپنے تمام نگہبان، پولیس، فوج، اعوان و صاحبان عدل و انصاف سب کو دور بٹھادو تاکہ بولنے والا آزادی سے بول سکے اور کسی طرح کی لکنت کا شکار نہ ہو کیونکہ میں نے رسول اکرمؐ سے خود سنا ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا ہے کہ "وہ امت پاکیزہ کردار نہیں ہوسکتی جس میں کمزور کو آزادی کے ساتھ طاقتور سے اپنا حق لینے کا موقع نہ دیا جائے"۔

اس کے بعد ان کی طرف سے بدکلامی یا عاجزی کلام کا مظاہرہ ہو تو اسے برداشت کرو اور دل تنگی اور غرور کو دور رکھو تاکہ خدا تمہارے لئے رحمت کے ابواب کشادہ کردے اور اطاعت کے ثواب کو لازم قرار دے دے۔ جسے جو کچھ دو خوشگواری کے ساتھ دو اور جسے منع کرو اسے خوبصورتی کے ساتھ ٹال دو۔

اس کے بعد تمہارے معاملات میں بعض ایسے معاملات بھی ہیں جنہیں تمہیں خود براہ راست انجام دینا ہے۔ جیسے حکام کے ان مسائل کے جوابات جن کے جوابات محرر حضرات نہ دے سکیں یا لوگوں کی

ان ضروریات کو پورا کرنا جن کے پورا کرنے سے تمہارے مددگار افراد جی چُراتے ہوں۔ دیکھو ہر کام کو اسی دن مکمل کر دینا کہ ہر دن کا اپنا ایک کام ہوتا ہے۔ اس کے بعد اپنے اور پروردگار کے روابط کے لئے بہترین وقت کا انتخاب کرنا جو تمام اوقات سے افضل اور بہتر ہو۔ اگر چہ تمام ہی اوقات اللہ کے لئے شمار ہو سکتے ہیں اگر انسان کی نیت سالم رہے اور رعایا اس کے طفیل خوشحال ہو جائے۔

اور تمہارے وہ اعمال جنہیں تم صرف اللہ کے لئے انجام دیتے ہو ان میں سے سب سے اہم کام ان فرائض کا قیام ہو جو صرف پروردگار کے لئے ہوتے ہیں۔ اپنی جسمانی طاقت میں سے رات اور دن دونوں وقت ایک حصہ اللہ کے لئے قرار دینا اور جس کام کے ذریعہ اس کی قربت چاہتے ہو اسے مکمل طور سے انجام دینا اس میں نہ کوئی رخنہ پڑنے پائے اور نہ کوئی نقص پیدا ہو، چاہے بدن کو کسی قدر زحمت کیوں نہ ہو جائے۔ جب لوگوں کے ساتھ جماعت کی نماز ادا کرو تو نہ اس طرح پڑھو کہ لوگ بیزار ہو جائیں اور نہ اس طرح کہ نماز برباد ہو جائے اس لئے کہ لوگوں میں بیمار ضرورتمند افراد بھی ہوتے ہیں اور میں نے یمن کی مہم پر جاتے ہوئے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا تھا کہ نماز جماعت کا انداز کیا ہونا چاہئے تو آپ نے فرمایا تھا کہ کمزور ترین آدمی کے اعتبار سے نماز ادا کرنا اور مومنین کے حال پر مہربان رہنا۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ اپنی رعایا سے دیر تک الگ نہ رہنا کیونکہ حکام کا رعایا سے پس پردہ رہنا ایک طرح کی تنگ دلی پیدا کرتا ہے اور ان کے معاملات کی اطلاع نہیں ہو پاتی ہے اور یہ پردہ داری انہیں بھی ان چیزوں کے جاننے سے روک دیتی ہے جن کے سامنے یہ حجابات قائم ہو گئے ہیں اور اس طرح بڑی چیز چھوٹی ہو جاتی ہے اور چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہے۔ اچھا بُرا بن جاتا ہے اور بُرا اچھا ہو جاتا ہے اور حق باطل سے مخلوط ہو جاتا ہے۔ اور حاکم بھی بالآخر ایک بشر ہے وہ پس پردہ امور کی اطلاع نہیں رکھتا ہے اور نہ حق کی پیشانی پر ایسے نشانات ہوتے ہیں جن کے ذریعہ صداقت کے اقسام کو غلط بیانی سے الگ کر کے پہچانا جا سکے۔

اور پھر تم دو میں سے ایک قسم کے ضرور ہو گے۔ یا ایسے شخص کی طرح ہو گے جس کا نفس حق کی راہ میں بذل و عطا پر مائل ہے تو پھر تمہیں واجب حق عطا کرنے کی راہ میں پردہ حائل کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کریموں جیسا عمل کیوں نہیں انجام دیتے ہو۔ اگر تم بخل کی بیماری میں مبتلا ہو گے تو بہت جلدی لوگ تم سے مایوس ہو کر خود ہی اپنے ہاتھ کھینچ لیں گے اور تمہیں پردہ ڈالنے کی ضرورت ہی

نہ پڑے گی حالانکہ لوگوں کی اکثر ضروریات وہ ہیں جن میں تمھیں کسی طرح کی زحمت نہیں ہے جیسے کہ کسی ظلم کی فریاد یا کسی معاملہ میں انصاف کا مطالبہ۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ ہر ولی و حاکم کے کچھ مخصوص اور رازدار قسم کے افراد ہوتے ہیں جن میں خودغرضی، دست درازی اور معاملات میں بے انصافی پائی جاتی ہے لہٰذا خبردار ایسے افراد کے فساد کا علاج ان اسباب کے خاتمہ سے کرنا جن سے یہ حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اپنے کسی بھی حاشیہ نشین اور قرابت دار کو کوئی جاگیر مت بخش دینا اور اسے تم سے کوئی ایسی توقع نہ ہونی چاہیئے کہ تم کسی ایسی زمین پر قبضہ دے دو جس کے سبب آبپاشی یا کسی مشترک معاملہ میں شرکت رکھنے والے افراد کو نقصان پہنچ جائے کیونکہ اپنے مصارف بھی دوسرے کے سر ڈال دے اور اس طرح اس معاملہ کا مزہ اس کے حصہ میں آئے اور اس کی ذمہ داری دنیا اور آخرت میں تمہارے ذمہ رہے۔

اور جس پر کوئی حق عائد ہو اس پر اس کے نافذ کرنے کی ذمہ داری ڈالو چاہے وہ تم سے نزدیک ہو یا دور اور اس مسئلہ میں اللہ کی راہ میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے اس کی زد تمہارے قرابتداروں اور خاص افراد ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو اور اس سلسلہ میں تمہارے مزاج پر جو بار ہو اسے آخرت کی امید میں برداشت کر لینا کیونکہ اس کا انجام بہتر ہوگا۔

اور اگر کبھی رعایہ کو یہ خیال ہو جائے کہ تم نے ان پر ظلم کیا ہے تو ان کے سامنے اپنے عذر کا اظہار کرو اور اسی ذریعہ سے ان کی بدگمانی کا علاج کرو کیونکہ اس میں تمہارے نفس کی تربیت بھی ہے اور رعایا پر نرمی کا اظہار بھی۔ نیز اس میں وہ عذرخواہی بھی ہے جس کے ذریعہ تم رعایا کو راہ حق پر چلانے کا مقصد بھی حاصل کر سکتے ہو۔

دیکھو خبردار! کسی ایسی دعوت صلح کا انکار نہ کرنا جس کی تحریک دشمن کی طرف سے ہو اور جس میں مالک کی رضامندی پائی جاتی ہو کیونکہ صلح کے ذریعہ فوجوں کو قدرے سکون مل جاتا ہے اور تمہارے نفس کو بھی گوناگوں افکار سے نجات مل جائے گی اور شہروں میں بھی امن و امان کی فضا قائم ہو جائے گی۔ البتہ صلح کے بعد دشمن کی طرف سے مکمل طور پر ہوشیار رہنا کیونکہ کبھی کبھی وہ تمھیں غافل بنانے کے لئے تم سے قربت اختیار کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں مکمل ہوشیاری سے کام لینا اور کسی حسن ظن میں نہ رہنا اور اگر اپنے اور اس کے درمیان کوئی معاہدہ کرنا یا اسے کسی طرح کی پناہ دینا تو اپنے عہد کی پاسداری و وفاداری کے ذریعہ کرنا اور اپنے ذمہ کو امانتداری کے ذریعہ محفوظ بنانا اور اپنے قول

وقرار کی راہ میں اپنے نفس کو سپر بنادینا کیونکہ اللہ کے فرائض میں ایفائے عہد جیسا کوئی فریضہ نہیں ہے جس پر تمام لوگ خواہشات کے اختلاف اور افکار کے تضاد کے باوجود متحد ہیں اور اس کا مشرکین نے بھی اپنے معاملات میں لحاظ رکھا ہے کیونکہ عہد شکنی کے نتیجہ میں تباہیوں کا اندازہ کرلیا ہے۔ تو خبردار تم اپنے عہد و پیمان سے غداری نہ کرنا اور اپنے قول وقرار میں خیانت سے کام نہ لینا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کردینا۔

اس لئے کہ اللہ کے کے مقابلہ میں جاہل و بدبخت کے علاوہ کوئی جرأت نہیں کرتا ہے اور اللہ نے عہد و پیمان کو امن و امان کا وسیلہ قرار دیا ہے جسے اپنی رحمت سے تمام بندوں کے درمیان عام کردیا ہے اور ایسی پناہ گاہ بنادیا ہے جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے والے پناہ لیتے ہیں اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لئے تیزی سے قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ لہٰذا اس میں کوئی جعل سازی، فریب کاری اور مکاری نہ ہونی چاہئے اور کوئی ایسا معاہدہ نہ کرنا جس میں تاویل کی ضرورت پڑے اور معاہدہ کے پختہ ہوجانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرنا اور عہد الٰہی میں تنگی کا احساس غیر حق کے ساتھ وسعت کی جستجو پر آمادہ نہ کردے کیونکہ کسی امر کی تنگی پر صبر کرلینا اور کشائش حال اور بہترین عاقبت کا انتظار کرنا اس غداری سے بہتر ہے جس کے اثرات خطرناک ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف سے جواب دہی کی مصیبت گھیر لے ور دنیا و آخرت دونوں تباہ ہوجائیں۔

دیکھو خبردار! ناحق خون بہانے سے پرہیز کرنا اس سے زیادہ عذاب الٰہی سے قریب تر اور پاداش کے اعتبار سے شدید تر اور نعمتوں کے زوال و زندگی کے خاتمہ کے لئے مناسب تر کوئی سبب نہیں ہے اور پروردگار روز قیامت اپنے فیصلہ کا آغاز خونریزیوں کے معاملہ سے کرے گا۔ لہٰذا خبردار اپنی حکومت کا استحکام ناحق خونریزی کے ذریعہ نہ کرنا کیونکہ یہ بات حکومت کو کمزور اور بے جان بنادیتی ہے بلکہ اسے تباہ کرکے دوسروں کی طرف منتقل کردیتی ہے اور تمہارے پاس نہ خدا کے سامنے اور نہ میرے سامنے عمداً قتل کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے اور اس میں زندگی کا قصاص بھی ثابت ہے۔ البتہ اگر دھوکے سے اس غلطی میں مبتلا ہوجاؤ اور تمہارے تازیانہ وتلوار یا ہاتھ سزا دینے میں اپنی حد سے آگے بڑھ جائیں کیونکہ کبھی کبھی گھونسہ وغیرہ بھی قتل کا سبب بن جاتا ہے۔ تو خبردار تمہیں سلطنت کا غرور اتنا اونچا نہ بنادے کہ تم مقتول کے وارثوں کو ان کا حق خون بہا بھی ادا نہ کرو۔ اور دیکھو اپنے نفس کی خودپسندی پر بھروسہ بھی نہ کرنا اور تمہیں زیادہ تعریف کا شوق نہ پیدا ہوجائے کیونکہ یہ سب کچھ شیطان

کو موقع فراہم کرنے کے بہترین وسائل ہیں جن کے ذریعہ وہ نیک کرداروں کے عمل کو ضائع اور برباد کردیا کرتا ہے۔

اور خبردار رعایا پر احسان نہ جتانا اور جو سلوک کیا ہے اسے زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی نہ کرنا یا ان سے کوئی وعدہ کرکے اس کے بعد وعدہ خلافی بھی نہ کرنا کیونکہ یہ طرزعمل احسان کو برباد کردیتا ہے اور زیادتی عمل کا غرور حق کی نورانیت کو فنا کردیتا ہے اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا دونوں کے نزدیک ناراضگی کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم کوئی بات کہو اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کرو"۔

اور خبردار وقت سے پہلے کاموں میں جلدی نہ کرنا اور وقت آجانے کے بعد سستی کا مظاہرہ نہ کرنا اور بات سمجھ میں نہ آئے تو جھگڑا نہ کرنا اور واضح ہوجائے تو کمزوری کا اظہار نہ کرنا۔ ہر بات کو اس کی جگہ رکھو اور ہر امر کو اس سے معینہ وقت پر انجام دو۔

دیکھو جس چیز میں تمام لوگ برابر کے شریک ہیں اسے اپنے ساتھ مخصوص نہ کرلینا اور جو حق نگاہوں کے سامنے واضح ہوجائے اس سے غفلت نہ برتنا کیونکہ دوسروں کے لئے یہی تمہاری ذمہ داری ہے اور عنقریب تمام امور سے پردے اٹھ جائیں گے اور تم سے مظلوم کا بدلہ لے لیا جائے گا۔ اپنے غضب کی تیزی، اپنی سرکشی کے جوش، اپنے ہاتھ کی جنبش اور اپنی زبان کی کاٹ پر قابو رکھنا اور ان تمام چیزوں سے اپنے کو اس طرح محفوظ رکھنا کہ جلد بازی سے کام نہ لینا اور سزا دینے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ غصہ ٹھہر جائے اور اپنے اوپر قابو حاصل ہوجائے اور اس امر پر بھی اختیار اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا ہے جب تک پروردگار کی بارگاہ میں واپسی کا خیال زیادہ سے زیادہ نہ ہوجائے۔

تمہارا فریضہ ہے کہ ماضی میں گذر جانے والی عادلانہ حکومت اور فاضلانہ سیرت کو یاد رکھو، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آثار اور کتاب خدا کے احکام کو نگاہ میں رکھو اور جس طرح ہمیں کرتے دیکھا ہے اسی طرح ہمارے نقش قدم پر چلو اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہم نے بتایا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ میں نے تمہارے اوپر اپنی حجت کو مستحکم کردیا ہے تاکہ جب تمہارا نفس خواہشات کی طرف تیزی سے بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ رہے اور میں پروردگار کی وسیع رحمت اور ہر مقصد کے عطا کرنے کی عظیم قدرت کے وسیلہ سے یہ سوال والتماس کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں

ان کاموں کی توفیق دے جن میں اس کی مرضی ہو اور ہم دونوں اس کی بارگاہ میں اور بندوں کے سامنے عذر پیش کرنے کے قابل ہو جائیں۔ ہم لوگ بندوں کی بہترین تعریف کے حقدار ہوں اور علاقوں میں بہترین آثار چھوڑ کر جائیں۔ نعمت کی فراوانی اور عزت کے روز افزوں اضافہ کو برقرار رکھ سکیں اور ہم دونوں کا خاتمہ سعادت اور شہادت پر ہو کہ ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانے والے ہیں۔ سلام ہو رسول خدا پر اور ان کی طیب و طاہر آل پر۔ اور سب پر سلام بے حساب۔